پیش لفظ

حریت اور آزادی صرف انسانی خواہش یا جذبے کا نام نہیں بلکہ بلا کسی جبر و کراہ کے زندگی بسر کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ یہی سبب ہے کہ عالمی ادب میں انسانی آزادی ایک اہم موضوع رہا اور اُردو ادب، خاص طور پر اُردو نظم میں حریت اور آزادی جیسے موضوعات پر بھرپور توجہ دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸۵۷ء سے آج تک ''حریت'' اُردو نظم کا حاوی موضوع رہا ہے۔

اُردو شاعری بالعموم اور نظم بالخصوص ہمیشہ سے میری دلچسپی کا مرکز رہی ہے دوسری جانب میں روزمرہ زندگی میں جبر کو سہنے کی بجائے اُس کے خلاف جدوجہد پر یقین رکھتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قریبی دوستوں سے مشاورت اور اساتذہ کرام کی راہنمائی سے میں نے ''بیسویں صدی کی اُردو نظم میں حریت کے حوالے'' کے زیرِ عنوان مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ میں نے اس مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے، پہلے باب کا عنوان ''حریت کے بنیادی مباحث'' ہے اس باب میں حریت انسانی کے بنیادی مباحث پر بات کی گئی ہے۔ حریت انسانی کیا ہے؟ حریت انسانی کی شکلیں، حریت انسانی کی تاریخ، قبل مسیح کا دور، فراعین مصر کے ادوار میں تصور غلامی، یونان اور روم کی تہذیب میں انسانی غلامی کی صورتحال، انسانی آزادی میں انقلاب فرانس اور انقلاب امریکہ کا کردار، استعماریت اور سامراجیت کا فروغ، غلامی کی جدید شکلیں اور غلام پسند قوتوں کے خلاف انسانی جدوجہد اور حقوق کی جنگ پر تحقیقی وتنقیدی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

دوسرے باب کا عنوان ''عالمی ادب میں حریت و آزادی کے تصورات'' ہے۔ اس باب میں ادب اور آزادی کا تعلق واضح کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے یونانی ادب میں انسانی آزادی وحریت کے ابتدائی نقوش، نشاۃ الثانیہ کا دور اور عالمی ادب اور انقلاب فرانس کو والٹیئر اور روسو کے نظریات کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح عالمی ادب سے دانتے، والٹ وٹمین، آندرے مالرو، گارسیا لورکا، پابلو نیرودا، ناظم حکمت، محمود درویش اور دوسرے بہت سے شاعروں کے حریت اور آزادی سے متعلق نظریات زیرِ بحث آئے ہیں۔

تیسرا باب بعنوان ''اُردو نظم میں حریت کے حوالے (قیامِ پاکستان سے پہلے)'' اُردو نظم کے فروغ اور اس میں حریت و آزادی کے ابتدائی نقوش پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ہندوستان میں انگریزوں کی آمد، نئے علوم وفنون اور افکار کے فروغ، قابض اور استعماری قوتوں کے خلاف ہندوستانیوں کی سیاسی اور معاشرتی جدوجہد اور اس کے اُردو نظم پر

اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اکبرالہ آبادی، علامہ اقبال، جوش ملیح آبادی، حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خاں اور دوسرے ہم عصر شعراء کی شاعری میں حریت و آزادی کے اجزا زیر بحث آئے ہیں۔

چوتھا باب ''قیامِ پاکستان کے بعد کی اُردو نظم میں حریت کے حوالے'' ہے۔اس باب میں قیامِ پاکستان کے بعد غلامی کی نئی شکلوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ نیوکلونیل ازم کے فلسفے اور پاکستانی شعراء کے بدلتے ہوئے سماجی حالات کے ادراک اور غلامی کے احساس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد انسان دوستی، جمہوریت اور آزادی اظہار کی بقاء کی جنگ میں ہمارے شاعروں کی آواز انتہائی مؤثر رہی ہے۔اس ضمن میں بالخصوص فیض احمد فیض، ن م راشد، حبیب جالب، احمد فراز اور ہمعصر شعراء کی فکر و فلسفہ کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ تانیثیت کے حوالے سے نسوانی حقوق اور انسانی آزادی کے فروغ کے سلسلے میں پروین شاکر، فہمیدہ ریاض اور کشور ناہید کی شاعری پر بھی بحث کی گئی ہے۔ پانچواں باب بعنوان''محاکمہ'' ہے۔اس باب میں پچھلے چاروں ابواب کے تنقیدی مباحث کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے اور ان مباحث سے ابھرنے والے نتائج کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

میری کوششوں کو بارآور کرنے اور مقالے کو تکمیل تک پہنچانے میں میرے بہت سے محسنین اور احباب کا تعاون شامل رہا۔جن کا تذکرہ ضروری اور شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے۔اس مقالے کے تحقیقی و تنقیدی سفر کا آغاز میں نے ڈاکٹر ثاقف نفیس کی زیرِ نگرانی کیا۔انھوں نے ابتدائی مراحل میں میری بھرپور رہنمائی کی۔ڈاکٹر ثاقف نفیس کی ٹرانسفر کے بعد میری انتہائی محترم اُستاد ڈاکٹر صائمہ ارم مقالے کی نگران قرار پائیں۔انھوں نے ایک شفیق اور مہربان اُستاد کی طرح میری رہنمائی فرمائی۔ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود مقالے کا انتہائی کم وقت میں دقت نظری سے مطالعہ کیا، اپنے مخلصانہ اور صائب مشوروں سے نوازا۔مقالے میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ اُنہیں کے طفیل ہے۔

میں مسز شیبہ عالم (صدر شعبۂ اُردو کنیئرڈ کالج لاہور) کی بھی سپاس گزار ہوں کہ انھوں نے ہر فورم اور موقع پر میری بھرپور مدد اور راہنمائی کی۔ یہاں شعبۂ اُردو (کنیئرڈ کالج) سے وابستہ اُن تمام ساتھی اساتذہ کا شکریہ بھی ضروری ہے کہ جنہوں نے تحقیقی مقالے میں مجھے ہر ممکن سہولت دی۔

گورنمنٹ کالج کے شعبۂ اُردو کے محنتی اساتذہ کے دم قدم سے شعبے کی شان و شوکت ہے۔جن کا ذکر کرتے ہوئے سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ جناب ڈاکٹر سعادت سعید، جناب ڈاکٹر تبسم کاشمیری، جناب ڈاکٹر سعید مرتضٰی زیدی، جناب ڈاکٹر اختر علی، جناب فاروق احمد، جناب ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی، جناب ڈاکٹر نسیمہ رحمان اور جناب ڈاکٹر طارق حسن زیدی کی شفقت اور رہنمائی طلباء کے لیے ہر لحہ موجود ہے۔

میں ڈاکٹر ہارون قادر (صدر شعبۂ اُردو جی سی یونیورسٹی لاہور) کی رہینِ احسان ہوں کہ جب بھی وقت

بے وقت اُن کی بے پناہ مصروفیات میں اُن کے سر پر مسلط ہوئی وہ کبھی بددل یا ناراض نہیں ہوئے، بلکہ انھوں نے ہمیشہ اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور راہنمائی کی۔ وہ ایک بہترین اُستاد اور اچھے منتظم ہیں۔

مقالے کی تکمیل کے دوران میں مختلف شعری مجموعوں تک رسائی بھی ایک مشکل مرحلہ تھا بعض شعراء کے مجموعے یا تو نایاب ہیں یا کہیں کسی کتب خانے میں موجود ہوں بھی تو کتاب ہاتھ نہیں آتی۔ بہرکیف اس مرحلے پر مختلف لائبریریوں، پنجاب پبلک لائبریری، قائداعظم لائبریری، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، پنجاب یونیورسٹی مین لائبریری، اورینٹل کالج لائبریری، اور جی سی یونیورسٹی سنٹرل لائبریری کے عملے نے بھرپور تعاون کیا۔ اس لیے میں ان تمام کتب خانوں کے عملے کی بھی شکرگزار رہوں کہ ان کے تعاون اور مدد کے بغیر یہ سفر کامیابی سے مکمل کرنا ممکن نہ تھا۔

امید ہے کہ موضوع اور مواد کے لحاظ سے یہ مقالہ قارئین کے لیے قابل دلچسپی ہوگا کیونکہ آزادی صرف انسانی خواہش ہی نہیں بلکہ انسان کی فطرت بھی ہے۔ اُردو ادب کا آسمان ایسے بہت سے ستاروں سے روشن ہے کہ جن کی شاعری حریت پسندوں اور آزادی کے متوالوں کے لیے نشانِ راہ ثابت ہوئی۔

بالخصوص ہمارے نظم گو شاعروں کی لَے سامراج قوتوں کے خلاف بہت واضح اور انقلاب آفریں ہے۔ امید واثق ہے کہ جب تک دنیا میں غلام پسند قوتیں بہروپ بدل بدل کر مختلف حیلوں، بہانوں سے انسانی آزادی کو سلب کرتی رہیں گی ہمارے شاعر حریت کی لَے کو اسی طرح بلند رکھیں گے۔ اس تناظر میں یہ مقالہ نقش اوّل تو ہو سکتا ہے مگر کسی بھی صورت حرفِ آخر نہیں۔ لہٰذا راقمہ کی تحقیقات وتنقیدات سے اختلاف ممکن ہے اور یقیناً بہتری کی گنجائش سے بھی انکار نہیں۔ بحیثیت طالب علم میں نے مقدور بھر کوشش کی کہ سہل پسندی کا طعنہ نہ سننا پڑے۔ اس کوشش میں کس حد تک کامیاب رہی اس کا فیصلہ اب اہل نظر کریں گے۔ امید کرتی ہوں کہ میری اس تحقیقی وتنقیدی کاوش کو جدید شعر وادب کے مباحث میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

سلمیٰ صدیقی